Regd. No. L. 5254 — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

الفضل

ربوہ — روزنامہ — خطبہ نمبر ۱۱ — فی پرچہ ۲ آنے

یوم:- یکشنبہ ★ ۲۴ رجب سنہ ۱۳۷۴ھ

جلد ۴۴/۹	۲۰ امان ۱۳۳۴ ہش	۲۰ مارچ سنہ ۱۹۵۵ء	نمبر ۶۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اطلاع

رات حضور کو نیند اچھی آگئی۔ عام طبیعت بھی بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمد للہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں

ربوہ ۱۹ مارچ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق مکرم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ وہ درج ذیل ہیں۔

۱۸ مارچ بوقت ساڑھے سات بجے شام۔ آج حضور کی عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ حضور کمرے کے اندر اور برآمدے میں کئی مرتبہ ٹہلے الحمد للہ علی ذالک۔ شام کے وقت بلڈ پریشر ۱۲۸ تھا۔ عصر کے بعد حضور سیر کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں کچھ چہل قدمی فرمائی۔

۱۹ مارچ بوقت ۸ بجے صبح۔ الحمد للہ رات حضور کو نیند اچھی آگئی۔ صبح عام طبیعت اچھی ہے۔ بلڈ پریشر ۱۱۵ ہے ——— احباب حضور کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

اگر فرانس نے پیرس کے معاہدوں کی توثیق کی تو روس اسکے ساتھ دوستی کا معاہدہ ختم کر دیگا

فرانس کو حکومت روس کی طرف سے ایک اور دھمکی

ماسکو ۱۹ مارچ۔ روس نے فرانس کو پھر خبردار کیا ہے کہ اگر اس نے پیرس کے معاہدوں کی توثیق کی تو روس اس کے ساتھ اتحاد اور باہمی امداد کے معاہدہ کو کالعدم قرار دیدے گا۔ یاد رہے فرانس کی قومی اسمبلی معاہدات پیرس کی توثیق کے مسئلے پر اگلے ہفتہ غور کر رہی ہے۔ سینیٹ کی امور خارجہ اور قومی دفاع کی کمیٹیاں ان معاہدوں کی پہلے ہی توثیق کر چکی ہیں۔ اور انہوں نے قومی اسمبلی سے سفارش کی ہے کہ وہ بھی ان کی توثیق کر دے۔ روس کا یہ مراسلہ جس میں دوستی کا معاہدہ ختم کرنے کی ایک بار پھر دھمکی دی گئی ہے۔ کل فرانسیسی سفیر مقیم ماسکو کے حوالے کر دیا گیا اس مراسلے میں کہا گیا ہے کہ اگر روس کو دوستی اور باہمی امداد کے معاہدے کو کالعدم قرار دینا پڑا تو اس کی تمام تر ذمہ داری فرانس پر ہوگی۔ کیونکہ پیرس کے معاہدوں کی توثیق کرنا جرمنی کو خود اس پوزیشن میں لانے کے مترادف ہوگا۔ کہ وہ دوبارہ حملہ کر سکے۔ روس کا یہ مراسلہ فرانس کے اس مراسلے کے جواب میں ہے۔ جس میں فرانس نے روس کے اس نظریہ کو چیلنج کیا تھا کہ معاہدات پیرس کی توثیق سے روس اور فرانس کے باہمی امداد کے سمجھوتے کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

پاکستان میں سیمنٹ کی پیداوار

کراچی ۱۹ مارچ۔ آزادی کے بعد سے پاکستان میں سیمنٹ کی پیداوار دوگنی سے بھی زیادہ ہو گئی ہے۔ قیام پاکستان کے وقت یہاں ایک لاکھ ۴۲ ہزار ٹن سیمنٹ سالانہ تیار ہوتا تھا اب سیمنٹ کی سالانہ پیداوار ۷ لاکھ ۶۷ ہزار ٹن تک پہنچ چکی ہے۔ امید ہے کہ داؤد خیل کا کارخانہ مکمل ہونے کے بعد سیمنٹ کی ضرورتوں کا بیشتر حصہ پورا ہو سکے گا۔

۳۰ جون تک اپنی فوجیں واپس بلا لو

برطانیہ اور مصر سے سوڈان کا مطالبہ

خرطوم ۱۹ مارچ۔ سوڈان کی پارلیمنٹ میں تمام پارٹیاں مل کر عنقریب ایک تحریک پیش کر رہی ہیں۔ جس میں حکومت برطانیہ اور مصر سے کہا جائے گا کہ وہ ۳۰ جون تک اپنی فوجیں سوڈان سے واپس بلا لیں۔

سوڈان کے نئے گورنر جنرل نے کہا ہے میں غالباً سوڈان کا آخری گورنر جنرل ہوں گا اور میرا کام یہ ہوگا کہ اہل سوڈان اپنے مستقبل کے بارے میں جو بھی فیصلہ کریں۔ اس کے مطابق اختیارات ان کو سونپ دوں۔

ہاتویاما دوبارہ وزیر اعظم منتخب ہو گئے

ٹوکیو ۱۹ مارچ۔ جاپان کی نئی پارلیمنٹ نے کل مسٹر ہاتویاما کو دوبارہ وزیر اعظم منتخب کر لیا۔ ان کے حق میں ۲۵۴ ووٹ آئے۔ ان کے بالمقابل ایک سوشلسٹ امیدوار کو ۱۶۰ ووٹ ملے لیکن اسپیکر کے انتخاب میں مخالف پارٹیوں نے مل کر مسٹر ہاتویاما کی پارٹی کو شکست دے دی اور لیبر پارٹی کے ایک رکن کو اس عہدے کے لئے منتخب کر لیا۔

حکومت امریکہ جنگ کے زمانے کی بعض اور خفیہ دستاویزات شائع کرنیکا ارادہ رکھتی ہے

سب حکومتوں کو ایسی دستاویزات شائع کرنیکا حق ہوتا ہے (ڈلس)

اوٹاوا ۱۹ مارچ۔ امریکی وزیر خارجہ جان فاسٹر ڈلس نے کہا ہے کہ یالٹا کانفرنس کی خفیہ دستاویزات کی اشاعت سے صرف امریکہ کی خواہشات کا اظہار ہوتا ہے۔ انہیں کسی طرح بھی قانونی حیثیت حاصل نہیں ہے۔ اسی لئے امریکہ نے ان کی اشاعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھا۔ مسٹر ڈلس نے یہ بیان کل کینیڈا پہنچنے کے بعد اخبار نویسوں سے بات چیت کے دوران میں دیا۔ انہوں نے کہا تمام حکومتوں کو حق ہوتا کہ وہ اس قسم کی دستاویزات کو اگر چاہیں تو شائع کر دیں۔ انہوں نے اس ضمن میں دوسری عالمی جنگ سے متعلق مسٹر ونسٹن چرچل کی کتابوں کا بھی ذکر کیا جنہیں اسی قسم کی دستاویزات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ مزید معلوم ہوا ہے کہ امریکہ کا محکمہ خارجہ عنقریب جنگ کے زمانے کی کچھ اور دستاویزات بھی شائع کرے گا۔

تخفیف اسلحہ کانفرنس کا اجلاس ملتوی

لندن ۱۹ مارچ۔ تخفیف اسلحہ کے سلسلے میں یہاں پانچ ملکوں کی جو خفیہ کانفرنس ہو رہی ہے۔ کل اس کا ایک اور اجلاس ہوا۔ جو تین گھنٹے تک جاری رہا۔ اس کے بعد مزید اجلاس منگل تک ملتوی کر دیا گیا۔

پختونستان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

کوئٹہ ۱۹ مارچ۔ مرکزی وزیر مواصلات ڈاکٹر خان صاحب نے آج یہاں ایک پریس کانفرنس میں اعلان کیا کہ مغربی پاکستان کے تمام صوبوں اور ریاستوں کو ایک ہی یونٹ میں مدغم کیا جا رہا ہے اس لئے اب پختونستان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسرائیل کے لئے فرانسیسی اسلحہ

قاہرہ ۱۹ مارچ۔ مغربی اخبارات کی اطلاع کے مطابق فرانس نے اسرائیل کو ۶۰ جیٹ لیارے دیئے ہیں

برما نے معاہدہ صلح کی توثیق کر دی

رنگون ۱۹ مارچ۔ برما کی پارلیمنٹ نے کل جاپان کے ساتھ معاہدہ صلح نامہ کی توثیق کر دی۔

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا۔

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۰ رامان ۱۳۴۳ھش

للّٰہی وقف کا معیار

اسلام ہر مسلمان سے یہ مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنی زندگی وقف کرے۔ اور ایسے لوگوں کو جو اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کرتے ہیں۔ یہ نوید سناتا ہے۔ فلہ اجرہ عند ربہ ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون۔ یعنی اس للّٰہی وقف کا اجر انہیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ملے گا۔ اور یہ کہ اللہ انہیں ہر قسم کے ہموم وغموم سے نجات بخشے گا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ ہموم و غموم اور کرب و افکار سے نجات پانے کا مجرب نسخہ جو قرآن کریم نے بتایا ہے۔ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کو خدا کی راہ میں وقف کئے رکھے۔

وقف کیا ہے؟ یہی کہ انسان اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کردے۔ ہرآن دین کے تقاضوں پر اس کی نگاہ ہو۔ اور وہ ان تقاضوں کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتا چلا جائے۔ دین کی راہ میں وقت اور حالات جس قسم کی قربانی کا تقاضا کریں۔ وہ اس میں ذرا بھی پس و پیش نہ کرے۔ بلکہ بشاشتِ قلب اور انشراح صدر کے ساتھ وہ قربانی پیش کرے۔ اور اس حال میں پیش کرے کہ اسے اپنا نفس مزید قربانیوں کے لئے آمادہ نظر آئے۔

اس للّٰہی وقف کا کم سے کم معیار اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے۔ کہ لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مما تحبّون۔ یعنی یہ کہ انسان اس وقت تک حقیقی نیکی حاصل نہیں کرسکتا۔ جب تک کہ وہ ان چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرے۔ جو اسے سب سے زیادہ عزیز ہیں۔ ظاہر ہے۔ جس عمل کے بغیر حقیقی نیکی حاصل نہ ہوسکے۔ وہ للّٰہی وقف کا کم سے کم معیار قرار پائیگا۔ اور اسی آیہ کریمہ کے تحت وہ ہے انفاق فی سبیل اللہ جب تک اللہ تعالےٰ کی راہ میں اپنے اموال کو خرچ کرنے اور بے دریغ خرچ کرنے کے لیے کامل انشراح انسان کے دل میں پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک کوئی شخص صحیح معنوں میں اللہ تعالےٰ کے نیکوکار بندوں میں شامل نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے اللہ تعالےٰ نے تقویٰ کا مدار جن چیزوں کو ٹھہرایا ہے۔ ان میں سے ایک معیار مما رزقنٰھم ینفقون کی صفت ہے۔ اور تقویٰ وہ ہے جسے ہر نیکی کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔ پس اگر ہم میں سے کوئی شخص جماعتِ احمدیہ میں شامل ہونے کے باوجود مال و دولت اور خدا کی عطا کی ہوئی دوسری چیزوں سے اس رنگ میں محبت کرتا ہے۔ کہ وہ انہیں حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ نہ کرسکے۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ للّٰہی وقف کے جو اس جماعت کا امتیازی نشان ہے۔ کم سے کم معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ اور اس کا اپنے آپ کو متقی سمجھنا نفس کا ایک دھوکا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہر قسم کے اجر سے محروم قرار پا سکتا ہے۔

جب ہم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مطہر زندگیوں میں اس للّٰہی وقف کے معیار اور اس کے ارتقاء پر نظر ڈالتے ہیں۔ تو ان کی بلند شان اور ارفع مقام کو دیکھ کر روح میں ایک سرور کی سی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مما تحبّون کے تحت دین کی ایک ضرورت بیان کی۔ تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہوگئے۔ اور اس طرح اپنے عمل سے ثابت کردیا۔ کہ ان کے نزدیک للّٰہی وقف کا معیار کس درجہ بلند ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے للّٰہی وقف کے اس معیار پر ایک جگہ نہایت لطیف پیرائے میں روشنی ڈالی ہے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"میں پھر اصل بات کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں۔ کہ دولتمند اور متمول لوگ دین کی خدمت اچھی طرح کرسکتے ہیں۔ اسی لئے خدا تعالےٰ نے مما رزقنٰھم ینفقون کو متقیوں کی صفت کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہاں مال کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ جو کچھ اللہ تعالےٰ نے کسی کو دیا ہے۔ وہ اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ مقصود اس سے یہ ہے۔ کہ انسان اپنے بنی نوع کا ہمدرد اور معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انحصار دو ہی باتوں پر ہے۔ تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ۔ پس مما رزقنٰھم ینفقون میں شفقت علیٰ خلق اللہ کی تعلیم ہے۔ دینی خدمات کے لئے متمول لوگوں کو بڑے بڑے مواقع ملتے ہیں۔ ایک دفعہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ کی ضرورت بتلائی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہوگئے۔ آپ نے پوچھا ابوبکر! گھر میں کیا چھوڑ آئے۔ تو جواب میں کہا۔ اللہ اور رسولؐ کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نصف لے آئے۔ آپؐ نے پوچھا عمر! گھر میں کیا چھوڑ آئے تو جواب دیا۔ کہ نصف۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے فعلوں میں جو فرق ہے۔ وہی ان کے مراتب میں فرق ہے۔

دنیا میں انسان مال سے بہت زیادہ محبت کرتا ہے۔ اسی واسطے علم تعبیر الرؤیا میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس نے جگر نکال کر کسی کو دیا ہے۔ تو اس سے مراد مال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی اتقا اور ایمان کے حصول کے لئے فرمایا۔ لن تنالوا البرّ حتیٰ تنفقوا مما تحبّون حقیقی نیکی کو ہرگز نہ پاؤ گے۔ جب تک کہ تم عزیز ترین چیز خرچ نہ کرو گے۔ ...... پس مال کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی انسان کی سعادت اور تقویٰ شعاری کا معیار اور محک ہے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں للّٰہی وقف کا معیار اور محک وہ تھا۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ضرورت بیان کی۔ اور وہ کل اثاث البیت لے کر حاضر ہوگئے۔"
(الحکم جلد ۱۴ عـــ۳۰ـــ)

آج وقت ہم سے پھر یہ مطالبہ کر رہا ہے کہ ہم اپنے عمل سے ثابت کر دکھائیں۔ کہ ہم للّٰہی وقف کے اس معیار پر پورے اترتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے دین اور اس کے قائم کردہ سلسلے کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ کرنے کا تصور بھی دل میں نہیں لاسکتے۔ خدا تعالےٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔ اور ہمیں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کو ایک بار پھر زندہ کرنے کی توفیق بخشے۔ جیسا کہ وہ اپنے فضل سے ہمیں پہلے بھی اس کی توفیق بخشتا رہا ہے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

خودکشی

پنجاب اسمبلی کے حالیہ اجلاس میں اس امر کا انکشاف ہوا ہے کہ ۱۹۵۶ء کے دوران پنجاب میں خودکشی کے ۱۲۰۸ واقعات رونما ہوئے۔ یہ صرف ایک صوبے کی تعداد ہے نہ معلوم سارے پاکستان میں مجموعی طور پر ایسے کتنے واقعات ہوئے ہوں گے۔

ایک اسلامی ملک میں خودکشی کے واقعات کا رونما ہونا خواہ وہ کسی بھی وجہ سے کیوں نہ ہوئے ہوں۔ نہایت درجہ تعجب خیز بات ہے اسلئے کہ اسلام میں خودکشی قطعاً حرام ہے۔ قرآن میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو بار بار منع کیا ہے۔ خودکشی تو بہت بڑی بات ہے۔ اسلام شدائد و مصائب سے گھبرا کر موت کی دعا مانگنے سے بھی منع کرتا ہے۔ ایسے افعال شکست خوردہ ذہنیت کی وجہ سے ہی ظہور میں آتے ہیں۔ اسلام کو ہرگز یہ گوارا نہیں، کہ انسان جسے اللہ تعالےٰ نے تسخیر کائنات کی صلاحیتوں سے بہرہ ور فرمایا ہے اس درجہ اپنے آپ کو گرائے کہ وہ سعی و کوشش اور جدوجہد سے یکسر تہی دست ہوکر ہمہ تن مایوسی نظر آنے لگے۔ اسلامی ممالک میں ایسے واقعات کے بکثرت رونما ہونے سے ظاہر ہے کہ لوگوں کے انفرادی اعمال اور اسلامی تعلیمات میں کس درجہ بعد واقع ہو چکا ہے۔ اور اس بعد کو دور کرنا کس قدر ضروری ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ جب اسلام لوگوں کے رگ و ریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھا۔ اس وقت اس قسم کے تعزیری دباؤ کے بغیر ہی لوگوں کے انفرادی و اختیاری اعمال میں ایسا ربط اور ایسی ہم آہنگی پائی جاتی تھی کہ اس قسم کی مذموم حرکات کے ارتکاب کا تصوّر بھی ممکن نہیں تھا۔ چنانچہ مغرب کا مشہور مورخ ولیم ایڈورڈ لیکی خودکشی کی مذمت کرنے میں اسلامی تعلیم کی برتری کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"قرآن میں خودکشی سے جس کی بائیبل میں کہیں بھی واضح الفاظ میں مذمت نہیں کی گئی ہے۔ ایک سے زیادہ مرتبہ منع کیا گیا ہے۔"
(History of European Morals vol: II Page 53)

اس کا متمدن دنیا پر کیا اثر ظاہر ہوا۔ اس کا حال بھی لیکی کی زبانی سنیئے۔ وہ لکھتا ہے:۔

"اسلام کے زیر اثر بنی نوع انسان کے مہذب باعمل اور ترقی پذیر حصے میں خودکشی صدیوں مکمل طور پر ناپید رہی۔" (ایضاً)

اس قدر ہمہ گیر انقلاب کے بعد خود اسلامی ممالک میں خودکشی کے واقعات کا رونما ہونا اسلامی تعلیمات پر عمل کے لحاظ سے نہایت درجہ افسوسناک صورت حال پر دلالت کرتا ہے۔ کیا یہ صورتِ حال اس بات کا تقاضا نہیں کرتی۔ کہ علمائے دین سیاست کے چکر سے نکل کر تربیت و اصلاح اخلاق کے اصل کام کی طرف توجہ دیں۔ اور اسلامی حکومت کو پہلے لوگوں کے دلوں میں قائم کریں۔ کہ تا ملک میں صحیح اسلامی معاشرہ ابھر کر از خود حقیقی اسلامی حکومت کے قیام کی راہ ہموار کردے۔

خطبہ جمعہ

ایمان کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انسان قربانی کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے

دین کیلئے جو قربانیاں انسان کرتا ہے وہ اُسے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیتی ہیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۵ مارچ ۱۹۴۷ء۔ بمقام ناصر آباد سندھ

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

دنیا میں دو ہی نقطۂ نگاہ کام کر رہے ہیں ایک نقطۂ نگاہ دنیوی ہے۔ اور ایک نقطۂ نگاہ دینی ہے۔ دنیوی نقطۂ نگاہ سے انسان کی تمام توجہ اور اسکے افعال کا انحصار اولاد پر ہوتا ہے۔ اور دینی نقطۂ نگاہ کا انحصار ان نیک اعمال پر ہوتا ہے جو کہ انسان اِس دنیا میں کرتا ہے۔ اور جو مرنے کے بعد انسان کو نفع بخشتے ہیں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ان دو کے سوا کوئی تیسرا نقطۂ نگاہ نظر نہیں آتا۔ جہاں تک قربانی کا سوال ہے وہ ہر ایک کام کے لئے کرنی پڑتی ہے۔ خواہ وہ کام دینی ہو یا دنیوی ہو۔ اور ہمیں دنیا میں کوئی کام ایسا نظر نہیں آتا جس کے لئے انسان کو قربانی نہ کرنی پڑتی ہو۔ فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص دین کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور کوئی شخص دنیا کے لئے قربانی کرتا ہے۔ اور تو اور جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں۔ ان کو بھی قربانی کرنی پڑتی ہے۔ اگر ایک شخص چوری کرتا ہے۔ تو وہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈالتا ہے۔ اپنی رات کی نیند خراب کرتا ہے۔ نہ سردی گرمی کے اثرات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ایسے وقت میں گھر سے نکلتا ہے۔ جبکہ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر چوری کرتا ہے۔ اب دیکھو کہ

چوری جیسا ذلیل کام

بھی قربانی چاہتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ ایک چور علاج کرانے کے لئے آیا۔ تو آپ نے اسے وعظ و نصیحت کرنی شروع کی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہاتھ پاؤں اس لئے نہیں دیئے کہ تم ان سے حرام روزی کمایا کرو۔ بلکہ اس لئے دیئے ہیں کہ تم ان کے ذریعہ حلال روزی کما کر کھایا کرو۔ تم چوری کرنا چھوڑ کیوں نہیں دیتے۔ اور کیوں حلال روزی نہیں کماتے۔ جب آپ نے اسے یہ وعظ و نصیحت کی۔ تو اس کی آنکھیں غصے کی وجہ سے سرخ ہو گئیں۔ اور کہنے لگا اچھا مولوی صاحب اگر یہ حلال کی روزی نہیں تو پھر اور کونسی حلال کی روزی ہے۔ آپ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہوتے ہیں۔ اور ہم بارہ بارہ میل پھر رہے ہوتے ہیں۔ اگر کسی کو ہمارے متعلق علم ہو جائے تو وہ ہمیں گولی مار کر ہی مار دے۔ ہم اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر چوری کرتے ہیں۔ پھر اس سے بڑھ کر اور کونسی

حلال روزی

ہو سکتی ہے۔ حضرت خلیفۂ اول رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ اسے چوری کی عادت پڑ چکی ہے۔ اور یہ کام کرتے کرتے اس کی فطرت مسخ ہو چکی ہے۔ اور اب یہ کام اس کی نگاہ میں بُرا نہیں رہا۔ اس لئے اب بحث کے رنگ میں سمجھانے سے کوئی خاص فائدہ اسے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ آپ فرماتے کہ میں نے بات کو ٹلا دیا۔ اور ادھر ادھر کی باتیں شروع کر دیں۔ تاکہ یہ بات اس کے ذہن سے نکل جائے۔ پھر میں نے اسے پوچھا اچھا تم یہ بتاؤ کہ تم چوری کس طرح کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ اکیلا آدمی چوری نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہم چھ سات آدمی مل کر چوری کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی گھر کا راز دار ہوتا ہے۔ اور وہ عام طور پر سقہ یا جوہڑا وغیرہ ہوتا ہے۔ کیونکہ راز دار کے بغیر چوری ہو نہیں سکتی۔ وہی کمروں اور دروازوں کے متعلق بتاتا ہے۔ اور وہی اس بات کے متعلق اطلاع دیتا ہے۔ کہ

نقدی اور زیورات

کہاں ہیں۔ اس کے بعد ایک ایسے آدمی کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسے سیندھ لگانی آتی ہو۔ اور وہ ایسے طور پر اوزار کو استعمال کرے کہ سیندھ لگانے کی آواز پیدا نہ ہو۔ اور اسکی آواز سے گھر والے جاگ نہ پڑیں۔ پھر ایک تیسرا آدمی ایسا ہونا چاہئے جو تالے وغیرہ کھولنے میں مشاق ہو جب دوسرا آدمی سیندھ لگا چکتا ہے۔ تو وہ ایک طرف ہو جاتا ہے۔ اور پھر اس تیسرے آدمی کا کام شروع ہوتا ہے۔ اور وہ صندوقوں کے تالے کھولتا جاتا ہے۔ پھر ایک چوتھا آدمی ایسا ہونا چاہیئے۔ جو کہ ایسے طور پر چلنے میں مہارت رکھتا ہو۔ کہ اس کے پاؤں کی آہٹ محسوس نہ ہو۔ تیسرا آدمی تالے کھول کر سامان نکال کر چوتھے آدمی کو دیتا جاتا ہے۔ اور وہ باہر والوں کو پکڑاتا جاتا ہے جو چار ہو گئے۔ پھر ایک پانچویں آدمی کی یہ ڈیوٹی ہوتی ہے۔ کہ وہ گلی کے سرے پر کھڑا رہے۔ کہ اگر کسی شخص کو آتا جاتا دیکھے تو سیٹی بجا دے یا کوئی اور اشارہ کر دے۔ تاکہ تمام آخری وقت پر ہوشیار ہو جائیں یہ پانچ ہو گئے۔ پھر چھٹا ایک اور ایسا ہونا چاہیئے کہ جو سفید کپڑے پہنے ہوئے ہو۔ اور کسی کو اس کے چلنے پھرنے پر شک نہ گزرے۔ کیونکہ ہم تو ننگے دھڑنگے ہوتے۔ اگر ہمیں کوئی دیکھ لے۔ تو وہ یقیناً ہم پر چور ہونے کا شبہ کرے۔ لیکن یہ آدمی ایسے کپڑوں میں پھرتا ہے۔ کہ کسی کو اس پر شک نہیں گزر سکتا۔ ہم نقدی اور زیورات وغیرہ اس کے سپرد کر دیتے ہیں۔ وہ نہایت اطمینان سے مال لے کر چلا جاتا ہے۔ اور ساتویں کو جو سنار ہوتا ہے دے دیتا ہے۔ جو کہ سونے کو ہیرے اور جواہرات کو لاکھ سے جدا کرتا ہے۔ اور اس کو پگھلا کر

ایک نئی شکل

دیتا ہے۔ اور اس سونے کو آگے بیچتا ہے۔ اور ہم سب آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں حضرت خلیفہ اول فرماتے۔ میں نے اسے کہا کہ اگر تمہاری اتنی محنت کے بعد وہ سنار تمہارا سونا کھا جائے تو پھر تم کیا کر سکتے ہو۔ تو بے اختیار اس چور کے منہ سے نکلا۔ کیا وہ اتنا حرام خور ہو گا۔ کہ دوسرے کا مال کھا جائیگا میں نے کہا بس اب تم سمجھ گئے ہو۔ معلوم ہوا کہ دوسروں کا مال کھانا حرام ہے۔ غرض چونکہ

حرام مال کے لئے بھی محنت

کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے بعض لوگ حرام خوری کو بھی حلال خوری کی طرح جائز سمجھتے ہیں۔ جو لوگ عیاشیوں میں پڑتے ہیں۔ وہ بھی قربانیاں کرتے ہیں۔ وہ راتوں کو جاگتے ہیں۔ دماغ ان کا خراب ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ کنچنیاں رکھتے ہیں۔ وہ ان کے لئے کتنی قربانیاں کرتے ہیں۔ اپنی جائدادیں تباہ کر دیتے ہیں اور خود بالکل مفلس اور کنگال ہو جاتے ہیں۔ پس کوئی بُرا کام بھی ایسا نہیں، جس میں قربانی نہ کرنی پڑتی ہو۔ لیکن

سوال یہ ہے

کہ ان اعمال کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لوگ اولاد کے لئے قربانی کرتے ہیں۔ کہ یہ بعد میں ہمارے نام روشن کریں گی۔ حالانکہ نام روشن کرنے والے تو بہت کم ہوتے ہیں۔ اور بدنام کرنے والے بہت زیادہ ہوتے ہیں۔ بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ اولاد میں سے کسی کو اگر کوئی اچھا عہدہ مل جائے۔ تو وہ اپنے والدین سے ملنے میں شرم محسوس کرتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے، کہ کسی ہندو نے بڑی محنت مشقت کر کے اپنے لڑکے کو بی۔ اے یا ایم۔ اے کرایا۔ اور اس ڈگری کے حاصل کرنے کے بعد وہ ڈپٹی ہو گیا۔ آج کل تو ڈپٹی کی وہ عزت نہیں ہوتی۔ لیکن پہلے وقتوں میں ڈپٹی ہونا بہت بڑی بات تھی۔ اس ڈپٹی کے باپ کو خیال آیا۔ کہ میرا لڑکا ڈپٹی ہو گیا ہے۔ میں بھی اس سے مل آؤں۔ چنانچہ جس وقت وہ ہندو اپنے بیٹے کو ملنے کے لئے مجلس میں پہنچا۔ تو اس وقت اس کے پاس وکیل اور بیرسٹر وغیرہ بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ بھی اپنی غلیظ دھوتی لے کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ باتیں ہوتی رہیں۔ کسی شخص کو اس غلیظ آدمی کا بیٹھنا بُرا محسوس ہوا۔ تو اس نے پوچھا کہ یہ کون گستاخ آدمی ہماری مجلس میں آ بیٹھا ہے۔ ڈپٹی صاحب اسکی یہ بات سنکر کچھ جھینپ سے گئے، اور ذلت سے بچنے کے لئے کہنے لگے۔ یہ ہمارے نوکر ہیں۔ باپ اپنے بیٹے کی یہ بات سنکر غصے کے ساتھ جل گیا۔ اور اپنی چادر سنبھالتے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ جناب میں ان کا خادم نہیں میں ان کی ماں کا خادم ہوں۔ (یعنی ان کی ماں کے نوکر ہیں) ساتھ والوں کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ ڈپٹی صاحب کے والد ہیں۔ تو انہوں نے ان کو بہت لعن طعن کی۔ اور کہا۔ اگر آپ ہمیں بتاتے۔ تو ہم ان کی تعظیم و تکریم کرتے۔ اور ادب کے ساتھ ان کو بٹھاتے۔ بہرحال اس قسم کے نظارے روزانہ دیکھنے میں آتے ہیں۔ کہ لوگ رشتہ داروں کے ملنے سے جی چراتے ہیں۔ تا کہ ان کی اعلیٰ پوزیشن میں کوئی کمی واقع نہ ہو جائے۔ پس نام روشن تو کیا ہو گا۔

نام کو بٹہ لگانے والے

ہی اکثر ہوتے ہیں۔ اور سوائے ان لوگوں کے جو کہ دینی نقطۂ نگاہ سے والدین کی عزت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ والدین کی عزت کرو سوائے ایسے لوگوں کے

دنیاداروں میں سے بہت کم لوگ

ایسے ہوتے ہیں۔ جو کہ والدین کی پورے طور پر عزت کرتے ہیں۔ اور زمینداروں اور تعلیم یافتہ طبقہ دونوں میں یہی حالات نظر آتے ہیں۔ زمینداروں میں بھی اکثر یہ دیکھا جاتا ہے۔ کہ جب باپ بوڑھا ہو جاتا ہے۔ تو اولاد خدمت نہیں کرتی۔ اور اگر باپ خدمت کا کوئی تقاضا کرے۔ تو کہہ دیتے ہیں کہ محنت ہم کریں اور کھائے یہ۔ حالانکہ وہ یہ نہیں سمجھتے۔ کہ جب تک باپ زندہ ہے۔ وہ جائیداد اس کی ہے۔ اور وہ تو محنت کر کے نصف آمد کے حقدار بنتے ہیں۔ لیکن ایسی مثالیں بہت کم بلکہ شاذ ہی ملیں گی۔ کہ اولاد نے تمام جائیداد کی آمد کا نصف اپنے باپ کے سامنے پیش کر دیا ہو۔ پس یہ جو دنیوی قربانی ہے۔ اس کا پھل اچھا نظر نہیں آتا۔ دوسری قربانی دینی ہے۔ اور یہ ایسی قربانی ہے۔ جو کہ کبھی بھی انسان کو خسارہ میں نہیں رکھتی۔ کیونکہ یہ قربانی۔

راستبازی پر مبنی

مبنی ہے اور سچائی کبھی بھی پھل کے بغیر نہیں رہتی۔ دنیوی قربانی میں نقطۂ نگاہ اولاد ہوتی ہے۔ اور دنیوی اولاد کے متعلق میں بتا چکا ہوں کہ وہ جیتے جی ہی ملنے اور خدمت کرنے سے جی چراتی ہے۔ لیکن دینی قربانی کے نتیجے میں جو روحانی اولاد پیدا ہوتی ہے۔ وہ ہزاروں سال تک اپنے آباء و اجداد کو نہیں بھولتی۔ سرحد کی طرف کے بعض طالب علم میرے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ میں نے ان سے سنا تھا۔ کہ سرحد میں اگر کسی کے ماں باپ کو گالی دی جائے۔ تو وہ اتنا برا نہیں مناتا۔ جتنا کہ اسے اپنے پیر کے متعلق کوئی برے الفاظ سنکر غصہ آتا ہے۔ اگر کسی کے پیر کے متعلق کوئی برا لفظ کہہ دیا جائے۔ تو فوراً دوسرے شخص کو مار ڈالے گا۔ خواہ اس کا پیر ہو یا نہ ہو۔ بہرحال لفظ پیر کو ہی وہ

قابل تعظیم

سمجھتے ہیں۔ امرتسر میں ہم نے دیکھا۔ کہ کچھ سندھی جوتیاں ہاتھ میں پکڑے ہوئے گزر رہے تھے۔ پوچھنے پر معلوم ہوا۔ کہ وہ اپنے پیر کی قبر کی زیارت کے لئے جا رہے ہیں۔ پتہ نہیں کہ ان کا پیر کب کا فوت ہو چکا تھا۔ لیکن اب تک اسکی عظمت ان کے دلوں میں گھر کئے ہوئے ہے۔ اور وہ اس کی قبر کے لئے ننگے پاؤں پیدل چل کر آتے ہیں۔ یہ نظارے روحانی اولاد کے متعلق ہی ہم دیکھتے ہیں۔ جسمانی اولاد تو دوسرے دن ہی بھول جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات یہ پسند نہیں کرتی۔ کہ اس کے پیاروں کی محبت دنیا کے دلوں سے نکل جائے۔ جب دنیا بھولنے لگتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کسی مامور کے ذریعہ پھر ان کے ناموں کو دنیا کے سامنے پیش کر دیتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام

کو گزرے ہوئے ہزاروں سال گزر گئے ہیں۔ اور کوئی شخص قسم کھا کر نہیں کہہ سکتا۔ کہ نوح علیہ السلام میرے باپ تھے۔ اور میں ان کی نسل میں سے ہوں۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں

حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر

کر کے دوبارہ آپ کی یاد آپ کی اولاد کے دلوں میں تازہ کر دی۔ اسی طرح حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد بھی آپ کو بھول چکی تھی۔ اور کسی کو یہ معلوم نہیں تھا۔ کہ حضرت آدم کب پیدا ہوئے اور کہاں پیدا ہوئے۔ اور ان کے حالات کس قسم کے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق بھی قرآن شریف میں ذکر کر کے دوبارہ تمام بنی نوع انسان کو یاد دلایا کہ حضرت آدم تمہارے باپ تھے۔ اور ان کی زندگی اس رنگ میں گذری حضرت آدمؑ کی اولاد بھول گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بھولا۔ پس دین کے لئے جو قربانیاں انسان کرتا ہے۔ وہ اسے ہمیشہ کے لئے زندہ کر دیتی ہیں۔ حالانکہ دنیوی قربانیوں کے مقابلہ میں دین کی قربانی کتنی تھوڑی ہوتی ہے۔ انسان اپنی بیوی اور بچوں کے لئے سارا دن مارا مارا پھرتا ہے۔ اور چوبیس گھنٹوں میں سے صرف گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور نیک کاموں میں صرف کرتا ہے۔ اور باقی بائیس یا تیئیس گھنٹے وہ اپنی ضروریات کے پورا کرنے میں صرف کر دیتا ہے۔ اور وہ یہ کوشش کرتا ہے۔ محنت کر کے اور کوشش کر کے کچھ اندوختہ جمع کرے۔ کچھ جائیداد بنائے۔ جو کہ اس کی اولاد کے کام آئے۔ اور تا کہ اس کا بڑھاپا آسانی سے گزر سکے۔ لیکن وہی اولاد جس کے لئے وہ اپنے آپ کو تکالیف میں ڈالتا ہے۔ اور اپنے نفس پر اسکو ترجیح دیتا ہے۔ اور اس کے لئے سب کچھ کر گذرتا ہے۔ اس میں بڑھاپا آتے ہی

بغاوت اور نشوز

کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔ میرے پاس ہزاروں ہزار کیس ایسے آتے ہیں۔ کہ بعض نوجوان اپنی ماؤں کی خبر گیری ترک کر دیتے ہیں۔ اور جب پوچھا جاتا ہے۔ تو ان کا یہ جواب ہوتا ہے۔ کہ اماں جی کی طبیعت تیز ہے۔ اور میری بیوی سے ان کی بنتی نہیں حالانکہ بیوی کو ماں سے کیا نسبت۔ بیوی نے اس کے فائدے کے لئے کیا کیا ہوتا ہے۔ وہ نوجوانی کی حالت میں اس کی خدمت کرتی ہے۔ لیکن ماں جس نے اپنی چھاتیوں سے دودھ پلایا ہوتا ہے۔ اور جس نے اپنا خون دودھ کی شکل میں تبدیل کر کے اسکی پرورش کی ہوتی ہے۔ اور محنت مشقت کر کے اسے پڑھایا ہوتا ہے۔ اس سے اس لئے اعراض کر لیا جاتا ہے۔ کہ بیوی سے اسکی بنتی نہیں۔ پس دنیوی لحاظ سے تو انسان کو جسمانی اولاد سے کوئی خاص فائدہ نہیں پہنچتا۔ لیکن لوگوں کی حالت یہ ہے۔ کہ ہر چیز اولادوں

کے لئے جمع کرتے چلے جاتے ہیں۔ خدا کی راہ میں بھی خرچ کرتے ہوئے ان کے دلوں میں بخل پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ بھی ہمارے بچوں کے کام آئے۔ حالانکہ ان کی اخروی زندگی کے لئے وہی اندوختہ کارآمد ہوتا ہے۔ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔ اور جو اولاد کو دے دیا۔ اس میں ان کا حصہ نہیں رہتا۔ اگر اس میں سے اولاد اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتی۔ تو وہ گنہگار بنتی ہے۔ اور ساتھ یہ شخص بھی گنہگار بنتا ہے۔ اور اگر اولاد اس مال میں سے خرچ کرتی ہے۔ تو اس کا ثواب اولاد کو ملے گا۔ جس نے خرچ کیا اس کے لئے کوئی ثواب نہیں ہوگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وفات کے قریب صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

تمہیں کونسا مال پسند آتا ہے

تمہیں اپنا مال پسند ہے یا دوسرے کا مال اچھا لگتا ہے۔ یا جو ضائع ہو گیا وہ اچھا لگتا ہے صحابہ رضٰ نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا جواب بالکل آسان ہے۔ انسان کو وہی مال اچھا لگتا ہے۔ جو کہ اس کا اپنا ہو۔ آپؐ نے فرمایا پھر جو مال مرنے تک تم اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو وہ حقیقت میں تمہارا مال ہے۔ اور جو مال تم باقی چھوڑتے ہو۔ وہ تو اولاد کا ہے۔ وہ تمہارا نہیں۔ اور جو مال تم کھا پی لیتے ہو۔ وہ ضائع ہو گیا۔ وہ تم کو اگلے جہان میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اور واقعہ میں اگر دیکھا جائے۔ تو انسان کا اپنا مال وہی ہوتا ہے۔ جو اس نے اگلے جہان میں بھیجا ہوتا ہے۔ جو باقی چھوڑتا ہے۔ وہ اس کی اولاد کے لئے ہے۔ بعد میں وہ جس طرح چاہے گی خرچ کرے گی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس فرمان میں یہ ارشاد فرمایا۔ کہ مومن کو یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ جتنی قربانی اس سے ہو سکتی ہے وہ کرے۔ تا کہ مرنے کے بعد اس کی

اخروی زندگی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے زیادہ سے زیادہ کامیاب ہو۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ کہ تمہیں بھی تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اور تمہارے دشمنوں کو بھی تکالیف برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ لیکن تم میں اور ان میں ایک بہت بڑا فرق ہے۔ وہ یہ کہ تمہیں ان کے بدلہ میں

ثواب کی امید

ہے۔ لیکن کفار کو تو ثواب کی امید نہیں۔ جب وہ قربانی کرتے ہیں۔ تو پھر تمہارے لئے قربانی کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ان کی قربانیوں کی مثال تو ایسی ہے کہ کسی شخص کو یہ کہا جائے۔ کہ تم دو من گندم کنوئیں میں پھینک دو۔ اول تو وہ ہمیں پاگل سمجھے گا۔ لیکن اگر کسی دباؤ کی وجہ سے کنوئیں میں پھینکنے پر تیار بھی ہوگا۔ تو گالیاں دیتا ہوا چلا جائے گا۔ بہرحال وہ یہ کام خوشی

کے ساتھ نہیں کرے گا۔ لیکن ایک زمیندار کو اگر ہم کہیں کہ اب مناسب وقت ہے۔ فصل بوؤ۔ تو وہ شخص دعائیں دے گا۔ کہ ہم نے اسے وقت پر مشورہ دیا۔ یہی حال قربانیوں کا ہے۔ جو شخص

اللہ تعالیٰ کے لئے قربانی

کرتا ہے۔ وہ ایسے کھیت میں بیج ڈالتا ہے جس سے اسے کئی گنا زیادہ ہو کر ملے گا۔ اور جو شخص دوسری اغراض کے لئے قربانی کرتا ہے۔ گویا وہ اپنا بیج دریا میں پھینکتا ہے۔ اور کوئی شخص بھی یہ پسند نہیں کرتا۔ کہ اس کی قربانی ضائع جائے۔ پس اس سے زیادہ احمق اور پاگل اور کون ہو سکتا ہے۔ جو کہ سمندر میں یا دریا میں اپنا بیج پھینک دیتا ہے۔ لیکن اس سے بھی

زیادہ احمق اور پاگل

اور کون ہو سکتا ہے۔ جو کہ کھیت میں بیج ڈالتے ہوئے بخل سے کام لیتا ہے۔ اگر واقعہ میں اللہ تعالیٰ موجود ہے۔ اور وہ جزا سزا کا مالک ہے۔ تو پھر ہر مومن کو اس کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر رہنی چاہیئے۔ لیکن اگر کسی شخص کے نزدیک یہ صداقتیں اس رنگ میں نہیں۔ تو پھر اسے نماز میں وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ اور اسے صدقہ خیرات سے کیا ثواب حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن جو شخص ان صداقتوں کا قائل ہے۔ اور پھر بھی وہ قربانیوں کے پیش کرنے میں کوتاہی سے کام لیتا ہے۔ ہم اس کے متعلق یہی سمجھیں گے۔ کہ اسے دین سے کوئی خاص دلچسپی نہیں۔ اگر اسے دلچسپی ہوتی، تو وہ بلاوجہ اپنے آپ کو خسارہ میں نہ ڈالتا۔ پس تمام دوستوں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کی قربانی

صحیح قربانی

ہو۔ اور وہ قربانی ان کے لئے باعث ثواب ہو۔ اگر ہر شخص اپنے اندر حقیقی قربانی کا جوش پیدا کرے۔ تو ہم بہت جلد دوسری قوموں سے آگے نکل سکتے ہیں۔ یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ ہم تو تھوڑے ہیں۔ اور تھوڑے آدمی آگے نہیں نکل سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ قربانی کرنے والی قوم باوجود تھوڑی ہونے کے بڑی بڑی قوموں پر بھاری ہوتی ہے۔ جنگ بدر کے موقع پر کفار کی تعداد ایک ہزار کی تھی۔ اور صحابہ رضٰ کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ جب مسلمانوں کا لشکر میدان جنگ میں اترا۔ تو کفار نے ایک تجربہ کار آدمی کو بھجوایا کہ جا کر اسلامی لشکر کا اندازہ لگاؤ۔ کہ مسلمانوں کی تعداد کیا ہے۔ اس نے واپس جا کر بتایا۔ کہ مسلمانوں کی تعداد تین سو اور تین سو کے درمیان ہے۔ پھر اس نے کہا۔ گو مسلمانوں کی تعداد کم ہے۔ لیکن میری

قوم میں آپ لوگوں کو یہ مشورہ دیتا ہوں کہ مسلمانوں سے لڑائی نہ کی جائے۔ جب اس شخص نے یہ بات کہی تو لوگوں نے اس پر الزام لگایا کہ تم بزدل ہو اس لئے لڑنے سے منہ پھیرتے ہو۔ اس نے کہا یہ بات نہیں کہ میں لڑنے سے ڈرتا ہوں۔ بلکہ بات یہ ہے کہ میں نے سواریوں پر آدمی نہیں دیکھے بلکہ

موتیں سوار دیکھی ہیں

اور میں نے ان کے چہروں سے محسوس کیا ہے کہ وہ مر جائیں گے لیکن پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ چنانچہ جنگ بدر نے اس بات کی شہادت پیش کر دی کہ وہ تھوڑے سے سمجھے جانے والے لوگ ہی غالب آئے اور قربانی نے اپنا عظیم الشان نتیجہ پیش کر دیا۔ پس ہمیشہ یاد رکھو کہ کوئی قربانی کبھی بغیر رنگ لائے نہیں رہتی۔ فوری طور پر بے شک اس کے نتائج نظر نہ آتے ہوں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی لوگ چالاکیاں اور دغا بازیاں کرتے تھے اور مسلمانوں کو دکھ دیتے اور شہید کرنے کے نئے نئے طریقے سوچتے تھے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

ایک قبیلہ کے کچھ لوگ

حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ ہم لوگ مسلمان ہونا چاہتے ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کچھ عالم بھجوا دیں جو ہمیں قرآن کریم سکھائیں۔ آپ نے ان کی درخواست پر قرآن کریم کے ستر حفاظ ان کے ساتھ روانہ کر دیئے۔ ایک جگہ پہنچ کر اس شخص نے جو مسلمانوں کو لایا تھا اپنی قوم کے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ مسلمانوں کو لے آیا ہوں اب تم ان کے قتل کا انتظام کرو۔ چنانچہ پہلے مسلمانوں سے ایک نمائندہ کو بھجوایا گیا جو قبیلہ کے سردار سے باتیں کر رہا تھا۔ اس کو پیچھے سے نیزہ مار دیا گیا۔ اس کے بعد سب قبیلہ نے مسلمانوں کی جماعت پر جو گاؤں سے باہر تھی حملہ کر دیا اس وقت کی نسبت ایک شخص جو بعد میں مسلمان ہو گیا اور جو اس حملہ میں شریک تھا بیان کرتا ہے کہ جب میں نے ایک مسلمان کے پیچھے سے نیزہ مارا تو اس نے زمین پر گرتے ہوئے کہا۔

فزت ورب الکعبۃ

خانہ کعبہ کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اور میں نے دیکھا کہ اس شہید ہونے والے پر گھبراہٹ اور بے چینی کے کسی قسم کے آثار نہ تھے۔ یہ شہید ہونے والے حضرت ابوبکرؓ کے غلام تھے۔ جو ہجرت کے وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ شامل تھے۔ وہ راوی کہتے ہیں کہ مجھے حیرت ہوئی کہ ان لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اور یہ لوگ وطن سے دور اپنے بیوی بچوں سے دور ہیں۔ اپنے رشتہ داروں اور عزیزوں سے دور ہیں۔ لیکن ان میں کسی کے منہ سے یہ نہیں نکلا کہ ہائے میں کہاں مارا گیا۔ اور کسی نے کوئی واویلا اور بے چینی کا اظہار نہیں کیا۔ بلکہ اگر کسی کے منہ سے کچھ نکلا تو یہ کہ

خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا

میں حیران ہوا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں نے ایک شخص سے جو کہ مسلمانوں کے متعلق زیادہ واقفیت رکھتا تھا اس بات کا ذکر کیا کہ میں نے آج بہت

عجیب قسم کا نظارہ

دیکھا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہم جب کسی کو قتل کرتے تھے تو ہر ایک کے منہ سے یہ نکلتا تھا فزت ورب الکعبۃ کہ خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا مر جانا کامیابی ہے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے کو مسلمان سب سے بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے کہا وہ دین جھوٹا نہیں ہو سکتا جس کے ماننے والے اپنی قربانی کو اس درجہ تک لے گئے ہیں کہ وہ موت میں اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں مسلمان ہو گیا۔ پس اصل بات یہ ہے کہ جب ایمان آ جاتا ہے تو انسان کو اپنی قربانیوں میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اور انسان جتنی زیادہ قربانی کرتا ہے اتنی ہی زیادہ اسے لذت محسوس ہوتی ہے۔ اور وہ قربانی تکلیف کا باعث نہیں محسوس ہوتی بلکہ راحت کا موجب بنتی ہے اور جتنا جتنا انسان قربانی میں ترقی کرتا ہے اتنا اتنا اسے زیادہ لذت محسوس ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ

کسی چیتے نے

سخت کھردرے پتھر کو چاٹنا شروع کیا۔ اس سے اس کی زبان زخمی ہو گئی۔ اور اس کو اپنی زبان کا خون ہی مزا دینے لگا۔ اور وہ اس پتھر کو اور بھی زیادہ چاٹتا چلا گیا۔ یہانتک کہ زبان بالکل ختم ہو گئی۔ تو

کامل مومن کا

بھی یہی حال ہوتا ہے۔ وہ جوں جوں قربانی کرتا ہے۔ اتنا ہی اس میں اسے لطف اور مزہ آتا ہے۔ یہانتک کہ موت کے وقت بھی وہ یہ کہتا ہے کہ فزت ورب الکعبۃ کہ میری زندگی کے ختم ہونے سے مجھے میرا انعام نظر آ رہا ہے۔ اگر کسی شخص کو قربانی کی زیادتی سے لطف آتا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ اس کے اندر ایمان ہے۔ اور اگر قربانی کی زیادتی کی وجہ سے کسی کے دل میں انقباض پیدا ہوتا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ

متاع ایمان سے محروم

ہے۔ کیونکہ ایمان کی یہ علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں انسان قربانی کرنے میں لذت محسوس کرتا ہے۔ اور اس کے دل میں انقباض پیدا نہیں ہوتا۔

(روزنامہ الفضل ۱۵ اجنوری ۱۹۴۸ء)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عزیز سے عزیز چیز کو بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے تیار رہو

"بیکار اور نکمی چیزوں کے خرچ سے کوئی آدمی نیکی کرنیکا دعویٰ نہیں کر سکتا نیکی کا دروازہ تنگ ہے۔ پس یہ امر ذہن نشین کر لو کہ نکمی چیزوں کو خرچ کرنے سے کوئی اس میں داخل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نص صریح ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ (پ۴) جب تک عزیز سے عزیز اور پیاری سے پیاری چیزوں کو خرچ نہ کرو گے۔ اس وقت تک محبوب اور عزیز ہونے کا درجہ نہیں مل سکتا۔ اگر تکلیف اٹھانا نہیں چاہتے اور حقیقی نیکی کو اختیار کرنا نہیں چاہتے۔ تو کیونکر کامیاب اور بامراد ہو سکتے ہو۔ کیا صحابہ کرامؓ مفت میں اس درجہ تک پہنچ گئے جو ان کو حاصل ہوا۔ دنیاوی خطابوں کے حاصل کرنے کیلئے کس قدر اخراجات اور تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی ہیں تب کہیں جا کر ایک معمولی خطاب جس سے دلی اطمینان اور سکینت حاصل نہیں ہو سکتی ملتا ہے۔ پھر خیال کرو کہ رضی اللہ عنہم کا خطاب جو دل کو تسلی اور قلب کو اطمینان اور مولیٰ کریم کی رضامندی کا نشان ہے کیا یونہی آسانی سے مل گیا؟ بات یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضامندی جو حقیقی خوشی کا موجب ہے، حاصل نہیں ہو سکتی جب تک عارضی تکلیفیں برداشت نہ کی جائیں۔ خدا ٹھگا نہیں جا سکتا۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو رضائے الٰہی کے حصول کیلئے تکلیف کی پروا نہ کریں۔ کیونکہ ابدی خوشی اور دائمی آرام کی روشنی اس عارضی تکلیف کے بعد مومن کو ملتی ہے۔

میں کھول کر کہتا ہوں کہ جب تک ہر بات پر اللہ تعالیٰ مقدم نہ ہو جائے اور دل پر نظر ڈال کر وہ نہ دیکھ سکے کہ یہ میرا ہے۔ اس وقت تک کوئی سچا مومن نہیں کہلا سکتا۔ ایسا آدمی تو (عرف عام) کے طور پر مومن یا مسلمان ہے جیسے چوہڑے کو بھی مصلّی یا مومن کہہ دیتے ہیں مسلمان وہی ہے جو اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ کا مصداق ہو گیا ہو وجہ منہ کو کہتے ہیں۔ مگر اس کا اطلاق ذات اور وجود پر بھی ہوتا ہے۔ پس جس نے ساری طاقتیں اللہ کے حضور رکھ دی ہوں وہی سچا مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام ص۲۶۳-۳۶۲)

ضروری اعلان

ایسے اراکین جن کی عمر چالیس یا اس سے زائد ہے وہ بلحاظ اپنی عمر کے مجلس انصار اللہ کے ممبر ہیں جو انفرادی طور پر کہیں رہتے ہوں اور کسی مجلس انصار اللہ سے ان کا الحاق نہیں یا ایسی جگہ جہاں تین ارکین انصار نہ ہونیکے باعث وہاں مجلس انصار اللہ قائم نہیں ہو سکتی۔ انہیں چاہیئے کہ تنظیم انصار میں شامل ہونے کیلئے دفتر مرکزیہ مجلس انصار اللہ ربوہ سے فارم درخواست ممبری منگوالیں اور اسے پُر کرکے دفتر مرکزیہ انصار اللہ میں بھجوا دیں۔ تا ان کا نام درج رجسٹر کیا جائے اور مرکز سے تنظیم انصار کے متعلق براہ راست ہدایات بھجوا دی جایا کریں۔ (نائب صدر انصار اللہ مرکزیہ)

ولادت

میری خالہ زاد ہمشیرہ حور بانو صاحبہ اہلیہ سید مبارک علی شاہ ۶۵ میکلوڈ روڈ لاہور کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مورخہ ۱۴ مارچ کو لڑکی عطا فرمائی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ نومولودہ کو نیک خادمۂ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

محمد احمد پانی پتی از لاہور

تحریک جدید میں ہر احمدی حصہ لے

"جب میں نے تحریک جدید کا اعلان کیا تھا تو تمہاری کمزوری کا وقت تھا۔ اگر اس وقت میں یہ کہہ دیتا کہ یہ تحریک قیامت تک کے لئے ہے تو شاید تم میں سے اکثر ہمت سے کام نہ لیتے اور اس میں حصہ لینے سے محروم رہ جاتے اسلئے خدا تعالے نے میری زبان سے پہلے تین اور دس اور پھر انیس کا لفظ نکلوا دیا"۔

"خدا تعالے جانتا ہے کہ جب یہ لوگ انیس سال تک پہنچ جائیں گے تو وہ اس طرح اس میں پھنس جائیں گے کہ اس سے ان کا نکلنا مشکل ہوگا"۔ اے انیس سال تک حصہ لینے والو!!! اگر کچھ بقایا انیس سال کے پورا کرنے میں رہ گیا ہے۔ تو اسے ادا کر کے اپنا نام انیس سالہ جہاد کبیر کی فہرست میں لکھوالو تا آپ کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ زندہ رہے۔ (وکیل المال)

"اس وقت تک سارے اہم ممالک میں ہمارے مشن قائم ہیں۔ اور ان میں ہماری تبلیغ ہو رہی ہے۔ اب اگر تحریک جدید کی کمزوری کی وجہ سے ہمیں کسی مشن کو بند کرنا پڑا۔ تو تمہاری ناک کٹ جائے گی۔ اب ناک کٹوانے سے محفوظ رہنے کے لئے تمہیں ساتھ ساتھ چلنا پڑے گا۔ تم اپنے آپ کو تبلیغ میں اس طرح پھنسا بیٹھے ہو کہ اب سوائے بے شرمی اور بے حیائی کے اور کوئی چیز نہیں جو تمہیں اس کام سے ہٹا سکے۔ تبلیغ اسلام کے متعلق جو ذمہ داری تم پر عائد ہوتی ہے۔ اس کو جانے دو۔ تم اپنی ناک کی حفاظت کرو۔ اگر تم تحریک جدید سے ہٹ گئے۔ تو تمہاری ناک کٹ جائے گی"۔

پس تحریک جدید ہر احمدی سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ بیرونی ممالک کی تبلیغ اسلام کے لئے حصہ لے۔ گو وعدوں کا وقت ختم ہو چکا ہے۔ مگر ایسے احباب جن کو تحریک جدید کے مطالبہ کا علم نہ ہو یا کوئی سفر پر رہا ہو یا سخت بیمار ہو اور اب اللہ تعالے نے صحت عطا فرمائی ہو یا تحریک جدید کی ضرورت کا احساس ہی نہ ہوا ہو۔ اور وقت بے پروائی اور غفلت میں گزار دیا ہو۔ وہ تو اب بھی اپنا وعدہ حضور کے پیش کر سکتے ہیں یا اس دفتر میں ارسال کر دیں۔ ان کو روک نہیں۔ خواہ دفتر اول کے ہوں یا دفتر دوم کے۔

علاوہ ازیں وہ جو دفتر اول کے احباب ہیں۔ ان کا انیس ۱۹ سالہ حساب پورا نہیں۔ وہ جلد سے جلد پورا کر لیں۔ کیونکہ ان کے روپیہ سے تبلیغ اسلام کو مدد ملے گی۔ اور ان کا نام یادگار زمانہ ہوگا۔

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

سکرٹری صاحبان مال توجہ دیں

سکرٹری صاحبان مال کی خدمت میں بذریعہ اعلان دو دفعہ یہ درخواست کی جا چکی ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی جماعت کے موصی احباب کی فہرست مرتب کر کے جلد ارسال فرما دیں۔ تاکہ ان کے ذریعہ سے بقایا کی وصولی کی کوشش کی جائے لیکن نہایت ہی افسوس کے ساتھ تحریر کیا جاتا ہے کہ اس وقت تک صرف چند سکرٹری صاحبان مال کی طرف سے فہرستیں موصول ہوئی ہیں۔ حصہ آمد کا دو لاکھ سے زائد کا بقایا قابل وصول ہے۔ براہ مہربانی سکرٹری صاحبان اپنے اپنے حلقہ کے موصی احباب کی فہرستیں جلد ارسال فرمائیں۔ نام کے ساتھ نمبر وصیت ضرور لکھیں اگر نمبر وصیت معلوم نہ ہو تو ولدیت اور سابقہ سکونت ضرور لکھیں۔ تاکہ نمبر وصیت تلاش کیا جا سکے۔ ایک دفعہ پھر تاکید کی جاتی ہے۔ کہ فہرستیں جلد بھیجیں اور بقایا کی وصولی کی کوشش فرمائیں۔ کیونکہ مالی سال کے ختم ہونے میں صرف ڈیڑھ ماہ باقی ہے۔ اللہ تعالے سے دعا ہے کہ وہ آپ کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق بخشے۔ آمین (سکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

درخواست ہائے دعا

(۱) بندہ پیچش اور بخار میں مبتلا ہے۔ انڈسٹریل فائنل کا امتحان بھی دے رہا ہے۔ احباب صحت اور اچھے نمبروں میں کامیابی کے لئے دعا کریں۔

پہلوان حسین عاجز بٹالوی (ملتان)

(۲) مکرم نذیر احمد خان صاحب کے بڑے بھائی اچانک سخت بیمار ہو گئے ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

(۳) میرے ماموں زاد بھائی مرزا نذیر احمد صاحب اوڈیٹر سی ایم اے راولپنڈی عرصہ سات ماہ سے بعارضہ فالج بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب کی خدمت میں عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

خاکسار مرزا مسیح احمد ظفر کارکن نظارت امور عامہ ربوہ

(۴) چوہدری غلام سرور صاحب نمبر دار $\frac{55}{20}$ محمود پور اوکاڑہ جو حضرت نواب محمد دین صاحب مرحوم کے برادر خورد ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی ہیں۔ عرصہ دو ماہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

(مسعود احمد باجوہ)

بادۂ عرفاں لئے ابر بہار آہی گیا

از مکرم ملک نذیر احمد صاحب ریاض پروفیسر جامعۃ المبشرین

"کام آخر جذبۂ بے اختیار آہی گیا"
منتظر تھیں جس کی آنکھیں وہ نگار آہی گیا

دیدہ و دل فرش راہ تھے رات دن جسکے لئے
شکر للہ وہ امام کامگار آہی گیا

جس کی خاطر تھی ہماری روح سرگرم نیاز
نازش دوراں وہ فخر روزگار آہی گیا

تشنہ کاموں کی امنگیں پھر جواں ہونے لگیں
بادۂ عرفاں لئے ابر بہار آہی گیا

کائنات دل چمک اٹھی نئے انداز سے
وہ نظر افروز ماہ نور بار آہی گیا

جس نے قوموں کا مشام جاں معطر کر دیا
گلشن اسلام کا وہ نو بہار آہی گیا

اپنے عصیاں کا کیا اقرار یوں نے ریاض
آخر اس شان کریمی کو بھی پیار آہی گیا

مہتمم مال و زعماء صاحبان انصار مطلع رہیں

بغیر رسید بک مطبوعہ مرکزیہ مجلس انصار اللہ کے ہرگز کسی سے چندہ وصول نہ کیا جانا چاہیئے اگر کسی کے پاس رسید بک نہ ہو یا پہلی رسید بک ختم ہو چکی ہو تو دفتر مرکزیہ مجلس انصار اللہ ربوہ سے لکھ کر منگوا لیں۔

زعماء صاحبان انصار کا فرض ہے کہ ختم شدہ رسید بکوں کی پڑتال کر کے اس تسلی کے بعد کہ جو چندہ ان رسیدوں کے ذریعہ وصول کیا گیا ہے وہ مرکز کے حصہ کا مرکز میں بھجوا چکا ہے اور مقامی ضروریات کے حصہ کا جو چندہ وضع کیا گیا ہے۔ اس کا باقاعدہ اندراج رجسٹر میں ہو چکا ہے۔ اس پڑتال کے بعد ختم شدہ رسید بکیں ۱۵ راپریل ۱۹۵۵ء تک دفتر مرکزیہ انصار اللہ ربوہ میں اپنی رپورٹ کے ساتھ داخل کرا دیں۔ ۱۵ راپریل ۵۵ء کے بعد مرکزیہ مجلس انصار اللہ کے نمائندہ کی پڑتال کے سب ختم شدہ رسید بکوں کا مرکز میں نہ پہنچنا قابل اعتراض ہوگا۔ جس کے جواب دہ زعماء اور مہتمم صاحبان مال ہوں گے۔

(نائب صدر مرکزیہ انصار اللہ ربوہ)

تیس ۳۰ مارچ

خدام الاحمدیہ کی پہلی سہ ماہی ۱۹۵۵ء ۱۵ رمارچ کو ختم ہوتی ہے اس سہ ماہی کے لئے مندرجہ ذیل کتب مقرر کی گئی تھیں (۱) کشتی نوح (۲) الوصیت (۳) احمدیت (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا وہ پیغام جو جلسہ سیالکوٹ میں پڑھا گیا تھا) اس نصاب کے امتحان کے لئے مرکز کی طرف سے ۳۰ رمارچ تاریخ مقرر کی جاتی ہے۔ مجالس خود امتحان لیں گی لیکن کامیاب ہونے والے خدام کے ناموں سے مرکز کو اطلاع کر دیں گی تاکہ مجلس مرکزیہ ان کے نام کی اسناد جاری کر سکے۔

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

متحدہ محاذ کی پھوٹ کے باعث پارلیمانی حکومت بحال نہیں کی جا سکے گی

ڈھاکہ ۱۹ مارچ۔ وزیر اعظم مسٹر محمد علی نے کل پھر متحدہ محاذ کے لیڈروں سے ملاقاتیں کیں اور اس صوبہ میں پارلیمانی حکومت کی بحالی کے مسئلہ پر تبادلہ خیالات کیا۔ باخبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق متحدہ محاذ کے لیڈروں کی باہمی پھوٹ کے باعث ابھی تک پارلیمانی حکومت کی بحالی کے آثار دکھائی نہیں دیتے اور اس سلسلے میں ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔ کل متحدہ محاذ کے تین لیڈروں نے وزیر اعظم سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔ کچھ اور لیڈر بھی وزیر اعظم اور میجر جنرل سکندر مرزا سے ملے۔ لیکن وزیر اعظم اور میجر جنرل سکندر مرزا نے محسوس کیا ہے کہ متحدہ محاذ کے مختلف گروہوں میں مسٹر فضل الحق یا مسٹر ابو حسین سرکار کی قیادت پر اتفاق رائے نہیں پایا جاتا۔ اس سلسلے میں سب سے زیادہ مخالفت عوامی لیگ کی جانب سے ہو رہی ہے۔ ان کا موقف یہ ہے کہ وہ مسٹر سہروردی یا مولانا بھاشانی کی اجازت سے ہی فضل الحق گروپ سے مصالحت کر سکتے ہیں۔ کیونکہ عوامی لیگ کی جانب سے ان دونوں لیڈروں نے ہی متحدہ محاذ میں حصہ لیا تھا۔

میر غلام علی تالپور کو مرکزی کابینہ سے سبکدوش کر دیا گیا

آپ سندھ کی سیاسیات میں حصہ لیں گے

کراچی ۱۸ مارچ۔ حکومت پاکستان کے ایک اعلان کے مطابق گورنر جنرل مسٹر غلام محمد نے مرکزی وزیر تعلیم میر غلام علی تالپور کا استعفا منظور کر لیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے سندھ چیف کورٹ میں مسٹر کھوڑو کے تقرر کو ناجائز قرار دینے کے فیصلہ کے فوراً بعد استعفا دے دیا تھا تاکہ آپ اپنے صوبے کی سیاست میں حصہ لے سکیں۔

ادھر آج سندھ چیف کورٹ نے میر غلام علی تالپور کو کابینہ سندھ کے فیصلہ کے خلاف عارضی حکم امتناعی دے دیا ہے۔ کابینہ سندھ نے فیصلہ کیا تھا کہ میر تالپور اب سپیکر اسمبلی کے فرائض انجام نہیں دے سکتے۔ یہ حکم امتناعی چیف جج مسٹر کانسٹن ٹائن، جسٹس ویلانی اور جسٹس لاری پر مشتمل فل بنچ نے دیا ہے۔

میر غلام علی خان تالپور کی درخواست کی باقاعدہ سماعت منگل ۲۲ مارچ سے شروع ہو گی۔ عارضی حکم امتناعی کے فیصلہ میں حکومت سندھ کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ میر غلام علی تالپور کے سپیکر سندھ اسمبلی کی حیثیت میں فرائض سرانجام دینے میں رکاوٹ نہ ڈالے اور انہیں اس عہدے کے حقوق و مراعات سے محروم نہ کیا جائے۔

میر غلام علی تالپور کے استعفے کی منظوری کا مختصر سا اعلان کل رات جاری کیا گیا۔ اعلان میں کہا گیا۔ گورنر جنرل نے مرکزی وزیر تعلیم میر غلام علی تالپور کا استعفے فوری طور پر منظور کر لیا ہے۔

ادھر وزیر اعلیٰ سندھ مسٹر کھوڑو نے اعلان کیا ہے کہ سندھ اسمبلی کا اجلاس پروگرام کے مطابق ہی ۲۱ مارچ کو حیدر آباد میں شروع ہو گا۔

عراق اور مصر کے درمیان شام سمجھوتہ کرانیکی کوشش کرے گا

بغداد ۱۹ مارچ۔ عراقی وزیر اعظم جنرل نوری السعید اور شامی وزیر خارجہ خالد العظم نے کل اپنی موجودہ گفتگو کے سلسلہ کی آخری ملاقات کی جس کا مقصد دونوں ملکوں کے درمیان کشیدگی کم کرنا ہے۔

اس کے ساتھ ہی شام اور عراق کے فوجی نمائندوں نے بھی علیحدہ گفتگو کی۔ معتبر عرب سفارتی حلقوں کا بیان ہے کہ کل کی ملاقات خالد العظم کی درخواست پر ہوئی جو آج بعد دوپہر دمشق روانہ ہونے والے ہیں۔ ان ذرائع کا کہنا ہے کہ وہ قاہرہ بھی جائیں گے تاکہ مصر اور عراق کے درمیان اختلافات رفع کرائے جا سکیں۔ یہ اختلافات عراق ترک معاہدہ پر دستخط کرنے کے باعث پیدا ہو گئے ہیں۔ سفارتی حلقوں نے مزید بتایا ہے کہ ملاقات میں اسرائیلی جارحیت کے خلاف مشترک عرب کارروائی کی تجویز پر بھی بات چیت ہوئی۔ یہ گفت و شنید بڑے دوستانہ اور خوشگوار ماحول میں جاری رہی۔

آزاد ملکوں میں مفاہمت اور تعاون کو فروغ دینا چاہیئے

نیویارک ۱۹ مارچ۔ ترکیہ کے ایک ممتاز قانون دان مسٹر قاسم جیلانی نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مشرق اور مشرق بعید کے ملکوں کو اپنی طویل المیعاد پالیسی میں نہ صرف مغرب کے ساتھ تعاون کے امکان کو تسلیم کرنا چاہیئے بلکہ اس کی ضرورت کا بھی اعتراف کرنا چاہیئے۔

مسٹر جیلانی نے یہ بات کل یہاں امریکہ کی مشہور آفاق تنظیم "ٹاؤن ہال" میں ایک انٹرویو دیتے ہوئے کہی۔ انہوں نے اس امر کی نشاندہی کرائی کہ اگر آزاد ممالک چاہتے ہیں کہ اشتراکی اپنے عالمی تسلط کے نصب العین کو حاصل نہ کر سکیں تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ تمام آزاد ملکوں کے درمیان تعاون و مفاہمت کو فروغ دیا جائے (ص)

(ص) مسٹر جیلانی مشرق قریب اور ایشیا کی ان اہم ممتاز شخصیتوں میں شامل ہیں جو آجکل امریکہ کی مشہور آفاقی تنظیم ٹاؤن ہال کے ایک پروگرام کے تحت امریکہ کا دورہ کر رہی ہیں۔

ڈھاکہ میں طوفان کے بعد

ڈھاکہ ۱۹ مارچ۔ ڈھاکہ میں طوفان باد و باراں کے بعد ٹریفک بحال ہو گیا ہے۔ ریل کی پٹڑی پر جو درخت گر گئے تھے وہ کرینوں کی مدد سے ہٹا دیے گئے ہیں۔ کل بوڑھی گنگا میں ایک اور کشتی ڈوبنے کی اطلاع ملی ہے۔ لیکن اس حادثہ میں کوئی جانی نقصان نہیں ہوا۔

لاہور ۱۹ مارچ۔ پنجاب کے وزیر صحت سید علمدار حسین گیلانی نے پنجاب یونیورسٹی فارماسیوٹیکل سوسائٹی سے خطاب کرتے ہوئے اس امر پر اظہار افسوس کیا ہے کہ ہمارے ملک میں صنعت دواسازی تغافل کا شکار ہو رہی ہے۔